برادرزادۂ اعلیٰ حضرت استاذ العلماء

حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

از قلم

حضور امین شریعت حضرت علامہ

سبطین رضا خاں صاحب بریلوی

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

دے حسنین وہ تقلیح انکو
جس سے بڑے کھسیاتے یہ ہی
(حضور اعلیٰ حضرت)

برادر زادۂ اعلیٰ حضرت استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ

حضور امین شریعت حضرت علامہ
سبطین رضا خاں
صاحب بریلوی

برادرزادۂ اعلیٰ حضرت استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ

امام اہل سنت اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی علیہ الرحمہ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔آپ کو اعلی حضرت سے فخر تلمذ حاصل تھا۔ اور خلافت بھی ۔نیز اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی ایک صاحب زادی پہلے آپ کو منسوب ہوئی تھیں جن کا کچھ عرصہ بعد انتقال ہو گیا تھا۔دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ آپ فاضل بریلوی کے حقیقی بھتیجے ،شاگرد رشید ،خلیفہ و دماد تھے۔حضرت نے اپنے دیوان میں جہاں خلفاء کا تذکرہ فرمایا ہے۔وہاں انہیں اس طرح یاد فرمایا ہے۔

دے حسنین وہ تقبیح انکو جس سے بڑے کھسیاتے یہ ہی

تقریباً اکیانوے برس کی عمر پائی ۔حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے صرف چھ ماہ بڑے تھے۔اور انکے ہم سبق رہے تھے۔تعلیم گھر ہی میں دار العلوم منظر اسلام میں حاصل کی۔غالباً اسی زمانہ میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا بھی تھا۔نیز معقولات کی کچھ کتابیں رام پور جا کر وہاں کے مشہور عالم حضرت مولانا ہدایت رسول

صاحب رامپوری سے بھی پڑھی تھیں۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک مادر درسگاہ دارالعلوم منظر اسلام میں درس بھی دیا تھا۔ شاگردوں میں بعض کے نام یہ ہیں۔ شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب پیلی بھیتی ،مولانا ابرار احمد صاحب صدیقی تلہری، مولانا حامد علی صاحب رائے پوری، خاندانی افراد میں مولانا سردار علی خاں صاحب عرف عزو میاں ،مولانا ادریس رضا خاں صاحب، مولانا اعجاز ولی خاں صاحب، حضرت مولانا تقدس علی خاں صاحب، جن میں اتفاق سے مئوخر الذکر کے علاوہ باقی تمام حضرات یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں ۔مولائے کریم ان سبکی مغفرت فرمائے۔ آمین

حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ میں خاندانی شرافت ونجابت وعلمی قابلیت کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ خداداد ذہانت ،زور قلم ،حق گوئی و بے باکی ،شگوفتگی مزاج ،حسن اخلاق، فیاضئ طبع ،سادگی، ایثار وقربانی دین وملت ومخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ بیکراں، یہ وہ خصوصیات ہیں جوان میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھیں ۔بعض نا مساعد حالات کی بناء پر درسگاہ سے علیٰحدگی اختیار کرنے کے بعد حسنی پریس کے نام سے ایک پریس قائم کیا تھا۔ جو ایک زمانہ تک کام کرتا رہا اور کتب دینیہ بالخصوص رسائل اعلیحضرت علیہ الرحمہ کی اشاعت کا کام اس سے بہت بڑے پیمانے پر ہوتا رہا

ہے۔بہت سے رسائل تو اپنے صرفہ سے چھاپے اور مفت تقسیم کرائے۔اس دور کو ہر حیثیت سے انکی زندگی کا شاندار دور کہا جا سکتا ہے۔اس وقت صحت بھی بہت اچھی تھی اور فارغ البالی بھی تھی۔شہر کے رؤوسا میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔اسی زمانہ میں خلافت کمیٹی،ندوی تحریک،فتنہ وہابیت اور دوسرے اٹھنے والے فتنوں کے سد باب کیلئے شاہزادگان اعلیٰ حضرت حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ الاقدس،ودیگر علماء کرام کے ہمراہ اعلیٰ حضرت کا دست راست بنکر کام کرتے رہے۔جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی ماضی کی شاندار خدمات میں آپ کا نمایاں حصہ تھا۔حلقہ احباب بہت وسیع تھا جس میں علماء ومشائخ کے علاوہ شہر و بیرون شہر کے بہت سے رؤوسا ووکلاء و بیرسٹران نیز سیاسی لیڈر،حکام اور اعلیٰ افسران،امیر و غریب،غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔جو آپ کے علم وفضل کے دل سے معترف تھے اور آپ کا ادب واحترام پوری طرح ملحوظ رکھتے تھے۔انکی نشست گاہ ہر صبح سے لیکر شام تک مقامی بیرونی لوگوں کی آمد و رفت کا تانتا بندھا رہتا تھا جن میں ملنے والوں کے علاوہ ضرورت مند بھی کثیر تعداد میں ہوتے تھے۔

ہمہ وقت مجلس گرم رہتی۔مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی لیکن کبھی غیر مہذب وناشائستہ گفتگو نہ فرماتے انداز گفتگو اتنا پیارا اور دل پذیر ہوتا اور بات اتنی ٹھوس فرماتے کہ مخاطب کے دل میں اتر جاتی اور وہ

مطمئن ہی تو ہو جاتا۔ طبیعت اتنی مرنجا مرنج اور شگوفتگی پائی تھی کہ کیسا ہی مغموم و متفکر انسان آپ کے پاس آتا لیکن تھوڑی ہی دیر میں سارا رنج وغم بھول جاتا ہر ماحول میں اپنے لئے گنجائش پیدا کر لینا اور بروقت و برجستہ دماغ سے ایسی بات نکالنا کہ جو پورے ماحول پر اثر انداز ہو اس میں کمال حاصل تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ایک ایسی محفل میں شریک تھے کہ جس میں انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے نوجوانوں کا ایک اچھا خاصہ گروپ بھی موجود تھا۔ اور کچھ بزرگ اور معمر افراد بھی شریک محفل تھے اور وہ نوجوان ایک خادم کو جو دماغ کا کچھ بودا تھا مغربی تہذیب کے مطابق انگریزوں کے بیررس (BEARERS) جیسا لباس پہنا کر اور اس طرح سجا کر لائے تھے کہ جب اسکا نام لیکر کوئی پکارتا تو وہ کھڑے ہوکر بآواز بلند جواب میں یس سر (yes sir) کہتا جس پر خوب قہقہے لگتے تالیاں بجتیں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے یہ تماشا ہو رہا تھا آپ نے محسوس فرمایا کہ یہ بات اسلامی تہذیب اور اس مجلس کے آداب کے خلاف ہے۔ کہ جس میں کچھ بوڑھے اور معزز لوگ بھی شریک ہیں ظاہر ہے کہ اس وقت سختی سے روکا جاتا یا تفہیم کا کوئی دوسرا انداز اختیار کیا جاتا تو اس سے نا خوشگواری پیدا ہونے کا قوی امکان تھا لہٰذا آپ نے موقع پا کر خادم کو اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ یہ لوگ تمہیں بیوقوف بنا رہے ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو۔ اس نے دریافت کیا کہ پھر کیا کروں فرمایا

کہ اب اگر تمہیں کوئی آواز دے تو یس سر (yes sir) کہنے کے بجائے زور سے ڈنکی (donkey) کہنا (یہ انگریزی زبان کا ایک لفظ ہے جسکا معنیٰ گدھا کے ہیں) چنانچہ اسکے کچھ ہی دیر بعد جب کسی مسخرے لڑکے نے اسے آواز دی اور جواب میں خادم نے ڈنکی کہا ہے تو ایک مرتبہ پھر لوگ زور سے ہنس پڑے مگر اس نوجوان پر جیسے اوس پڑ گئی ہو پھر کسی اور کو بھی آواز دینے کی جرائت نہ ہوئی۔ اور ختم مجلس تک سکوت رہا۔

غرض کہ برمحل گفتگو حاضر دماغی اور ذہانت بلا کی پائی تھی۔ شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کہ انہیں بھی حضرت سے فخر تلمذ حاصل تھا والد ماجد رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ذہانت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ جس زمانہ میں حضرت درس دیتے تھے معقولات کی بڑی بڑی کتابیں آپ کے پاس رہا کرتی تھیں کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا کہ کسی ضرورت سے باہر تشریف لے جاتے ہفتہ عشرہ بعد شب میں واپس ہوتے اور صبح کو بغیر مطالعہ کئے درسگاہ میں تشریف لے آئے اور پڑھانا شروع کر دیا مشکل سے مشکل سبق ہوتا، طلبہ جو اس وقت محنتی اور ذہین ہوتے تھے ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھار کرتے اور آپ سب کو یکے بعد دیگرے مسکت اور تسلی بخش جواب دیتے جاتے اور دوران سبق محسوس نہ ہونے دیتے کہ بغیر مطالعہ پڑھا رہے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت مقدسہ آپ کے اخلاق حسنہ، اولیاء کرام کے حالات زندگی اور

تاریخی واقعات کو اس خوبی سے بیان فرماتے کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے جن میں وکلاء و بیرسٹران بھی ہوتے تھے وہ بھی آپ کی گفتگو پورے انہماک اور توجہ سے سنتے اور اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے ۔آپ مقرر نہیں تھے اوائل عمری میں کبھی تقریر فرمائی ہوگی جن لوگوں نے اسے سنا تھا انہیں میں سے ایک صاحب نے فرمایا تھا کہ مولانا نے تقریر کی طرف توجہ نہیں فرمائی ورنہ ہندوستان میں اپنے دور کے واحد مقرر ہوتے متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں دشت کربلا ،نظام شریعت،اور اسباب زوال طبع ہو چکی ہیں ۔انہیں دیکھ کر آپ کے زور قلم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے خشک سے خشک مضمون کو اس خوبی و سلاست سے تحریر فرماتے کہ اس میں دلکشی اور نکھار پیدا ہو جاتا اور پڑھنے والوں کو ایک خاص کیف محسوس ہونے لگتا ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ چودھویں کے آغاز میں پیدا ہونے والے کسی بوڑھے کا قلم ہے یا اس نئے دور کے کسی ادیب شہیر کا۔شعروشاعری سے خاصی دل چسپی تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ استاذ زمن کے لخت جگر تھے۔اگرچہ بہت کم اشعار کہے ہیں لیکن جو کچھ کہے وہ بہت خوب ہیں۔

حضرت استاذ زمن کا مشہور شعر ہے۔

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

آپ کی ایک نعت کا مطلع ہے جس میں اسی مفہوم کو یوں ادا فرمایا ہے۔

تیری نعل مقدس جس کے سر پر سایہ گستر ہے
وہی فرمانروائے ہفت کشور ہے سکندر ہے

دوسرے اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

خدا ہی جانے انکے سر کی عزت اور عظمت کو
قدم انکے جہاں پہنچے وہ عرش رب اکبر ہے

تیرے الطاف بے پایاں تیری چشم کرم مولیٰ
ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے ہمیں پر ہے

ہمارے پاس تھا ہی کیا جسے قربان کر دیتے
یہ اک ٹوٹا ہوا دل ہے جو قدموں کی نچھاور ہے

یہ مہر و ماہ بھی تو منتظر ہیں اک اشارے کے
زمیں پر آپ رہتے ہیں حکومت آسماں پر ہے

پلٹنے والے کیا پلٹے مقدر کا پلٹنا۔۔۔ تھا
نہ یاں وہ سبز گنبد ہے نہ یاں اللہ کا گھر ہے

غضب ہی کر دیا حسنین طیبہ سے پلٹ آئے
وہ جیتے جی کی جنت ہے وہ جنت سے بھی بڑھکر ہے

اتباع شریعت اور سرکار دو عالم ﷺ کی سچی محبت جو آپکے والد ماجد اور امام اہلسنت اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہما کی حیات

مبارکہ کا بہترین سرمایہ تھا۔اس سے بفضلہٖ تعالی آپ نے بھی حصہ وافر پایا تھا اگرچہ درس وتدریس کو چھوڑے ہوئے ایک طویل عرصہ گذر چکا تھا لیکن سرکار کی بیشمار احادیث طیبہ انہیں زبانی یاد تھیں جنہیں وقتاً فوقتاً عوامی نشستوں میں بیان فرماتے اور اکثر دیکھنے میں آتا کہ حدیث پاک بیان کرتے ہوئے آپکے قلب مبارک پر رقت طاری ہوگئی اور آنسوؤں سے آنکھیں پرنم ہوگئیں ہیں علم دین بالخصوص قرآن وحدیث سے گہرا لگاؤ طبیعت کو تھا اور اسکا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ آپ نے اپنے تینوں لڑکوں کو دین ہی کی تعلیم دلوائی انتہا یہ کہ اسکول کی ابتدائی تعلیم سے بھی نا آشنا رکھا حالانکہ چاہتے تو اس وقت اعلیٰ سے اعلیٰ مغربی تعلیم دلوا سکتے تھے عزیز احمد خاں صاحب ایڈوکیٹ جوشہر بریلی کے ایک مشہور اور قابل وکیل تھے آپ کے یہاں کے حاضر باش اور قدر بے تکلف تھے وہ کبھی کبھی کہہ دیا کرتے تھے کہ مولانا آپ سب بچوں کو نرا مولوی بنائے دیتے ہیں کم از کم ایک کو تو انگریزی پڑھایئے تو آپ خوش اسلوبی سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ ہاں انہیں نرا مولوی ہی بنانا ہے اور اسی میں انکی فلاح ہے آپ کی اپنی اولاد کیلئے خصوصی دعا یہ ہوتی کہ اے رب کریم تو ان سب کو دین کا سچا خادم اور اعلی حضرت کے علوم کا صحیح وارث بنا دے اور ان سے دین کی وہ خدمت لے جس سے تو اور تیرا رسول راضی ہو جائیں اور اسکے ساتھ ہی اپنے تمام اعزہ واحباب اور دنیا بھر

کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے دعا فرماتے تھے۔
احباب کیلئے دل کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ جس وقت جسکو کسی چیز کی ضرورت پیش آئی اور اسنے طلب کی فوراً بے تامل دیدی پھر اسکی سمجھ میں آیا تو واپس دی ورنہ اسی کے پاس رہی۔ ایک مرتبہ ایک صاحب آئے اور کہا کہ میری اہلیہ ایک بڑے گھرانے کی شادی میں شرکت کیلئے جا رہی ہیں اور انکے پاس فلاں زیور کی کمی ہے آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور میری والدہ صاحبہ مرحومہ سے وہ زیور لیجا کر انہیں دیدیا پھر تا زندگی انہوں نے واپس نہ کیا اور آپ نے بھی واپسی کا مطالبہ نہ فرمایا اس سے بہتر آج کی دنیا میں ایثار و قربانی کی مثال اور کیا ہوسکتی ہے احباب میں سے کبھی کسی کی معمولی سی دلشکنی گوارا نہ فرمائی آپ کی زندگی اس سلسلہ میں شاعر کے اس شعر کا صحیح مصداق تھی کہ۔

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

انکے احباب میں سے بہت تو آپ کی حیات ہی میں دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور کچھ پاکستان کو منتقل ہو گئے تھے لیکن آپ تا حیات ان سب کو یاد فرماتے رہے۔ مرحومین کیلئے دعائے مغفرت فرماتے اور جو حیات تھے انکے لئے صحت و سلامتی کی دعا فرماتے تھے۔
مسلمانوں اور بالخصوص غریب مسلمانوں سے آپکو ہمیشہ قلبی تعلق اور گہرا لگاؤ رہا جہاں امراء و رؤوساء آپکی محفل میں ہوتے وہاں بہت

سے ضرورت مند غریب بھی بیٹھے نظر آتے کسی کو نوکری کی تلاش ہے تو آپ کے پاس چلا آرہا ہے کسی کو امداد چاہیئے کوئی اپنے مقدمہ میں آپکی سفارش کا طلبگار ہے کسی کو اسکول یا کالج میں اپنے غریب بچے کی فیس معاف کرانا ہے غرض کہ ہر قسم کی ضرورتیں لیکر لوگ آپکی خدمت میں آتے رہتے اور کوئی ضرورت مند کسی وقت بھی آجاتا آپ اپنے تمام ضروری کاموں کو پس پشت ڈال دیتے پہلے اسکی سرگذشت سنتے اور اسکا کام کرنے کو تیار ہو جاتے۔ شہر اور اسکے نواح میں تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں و کچہریوں، اسکولوں، کالجوں میں آپکے جاننے والے آپ سے عقیدت و محبت رکھنے والے بیشمار لوگ موجود تھے قلم اٹھایا اور حسب ضرورت کسی کے نام سفارشی خط لکھ دیا ضرورت محسوس کرتے تو بنفس نفیس خود تشریف لے جاتے آنے والے نے اگر سواری کا انتظام کرلیا ہے تو فبھا اور اگر وہ اپنی غربت کیوجہ سے نہ کرسکا تو خود ہی سواری کر لی اور اسکا کرایہ اپنی جیب خاص سے ادا کر دیا اور بروقت سواری کا انتظام نہ ہوسکا تو پیدل ہی تشریف لے گئے اور اس غریب کا کام کر آئے یہ انکی زندگی کا وہ بہترین مشغلہ تھا جو اس وقت تک جاری رہا جب تک قویٰ میں توانائی باقی رہی۔ اور آخری میں بھی جبکہ قویٰ جواب دے چکے تھے یہ جذبہ بدستور باقی تھا یہ اور بات تھی کہ اسے بروئے کار نہ لاسکتے تھے بلا مبالغہ مختلف محکموں میں سیکڑوں کو ملازمتیں دلوائیں، بہت سے ملزمین

کو جو ناحق پکڑے جاتے رہا کرایا کتنوں کی حکام سے سفارش کر کے سزائیں معاف کرائیں، کتنے ہی مسلمانوں کے آپس کے جھگڑے اور اختلافات ختم کرائے۔ان میں صلح کرائی اکثر ایسا ہوا ہے کہ صبح کو ناشتہ کے بعد مکان سے تشریف لے جاتے تو دوپہر کو آتے اور پھر بعد عصر تشریف لیجاتے تو شب ۱۱۔۱۲ بجے واپس آتے اور یہ سارا وقت دوسروں ہی کے کاموں میں گذرتا مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوتا اپنے کاموں کا حال تو یہ تھا کہ پریس ختم ہونے کے بعد زمینداری کا کام کرنے لگے تھےلیکن جہاں کسی دوسرے کا کوئی کام سامنے آیا اورآپ دیہات سے شہر آ گئے اب چاہے وہاں اپنا کتنا ہی نقصان ہو جائے اسکی کوئی پرواہ نہیں گھر میں اور کسی کو تو کیا کہنے کی جرائت ہوتی۔میری والدہ مرحومہ کبھی کہہ دیتیں کہ گاؤ میں نقصان ہو رہا ہوگا نوکروں کا کیا اعتبار جو چاہینگے کرینگے تو آپ فرماتے تم بیوقوف ہو گئی ہو اس سے میری عاقبت سنورتی ہے رہا گاؤ کا معاملہ تو وہاں سے جو کچھ میری قسمت میں ہوگا مل ہی جائے گا اس سے انکی طبعیت کی قناعت کا انداہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی زندگی دوسروں کیلئے وقف تھے اور خیر الناس من ینفع الناس کی آئینہ دار،مخلوق خدا کی بے لوث خدمات انجام دیں دوسروں کیلئے بہت کچھ کیا اور اپنے لئے بظاہر کچھ نہ کیا یہی وجہ ہے کہ تقسیم ہند کے بعد جب حالات نے پلٹا

کھایا زمینداری کا خاتمہ ہوا تو معاشی الجھنوں سے انہیں دو چار ہونا پڑا مگر اس وقت کو صبر و شکر سے گذارا اور کبھی ناشکری کے کلمات زبان پر نہ لائے اور بایں ہمہ علم و فضل انکی زندگی سادگی کی مرقع تھی کہ کوئی اجنبی ان کو دیکھنے کے بعد جلد یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ یہ کوئی بڑے عالم ہونگے ۔ بقول محبّ محترم حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی صاحب امجدی کہ انہونے چہلم کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا اور بالکل بجا فرمایا کہ انکا علم و فضل اور انکی ساری خوبیاں انکی سادگی میں پوشیدہ تھیں شہرت و نام و نمود سے ہمیشہ دور نفور رہے گزشتہ چند سال سے بہت ضعیف ہو گئے تھے اور زندگی کے تمام ہنگاموں سے دور رہ کر اپنے اوقات عزیز کو خداوند قدوس کی یاد میں گذار گئے معمول کے مطابق نمازوں کی پابندی، اوراد و وظائف صبح شام تلاوت قرآن پاک کا سلسلہ جاری رہا اور جب اسکی بھی سکت نہ رہی پھر بھی الحمد للہ والشکر للہ اور اللہ اللہ کا ورد ہمہ وقت جاری تھا یہاں تک کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے ۵ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء روز یکشنبہ اللہ کو پیارے ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جناب سید اعجاز صاحب رضوی جو ایک معمر اور دیانتدار آدمی ہیں غسل میں شریک تھے ۔ انہوں نے بقسم بیان فرمایا کہ دوران غسل زبان مبارک سے اللہ فرمایا۔ والعلم عند اللہ